تحقیقی مجلہ تصدیق
جلد۰۱ شمارہ۰۵، ۲۰۲۳

Article

AN ANALYTICAL STUDY OF BALOCHI FOLK POETRY

بلوچی لوک شاعری کا فنی مطالعہ

Banol*[1] , Dr. Surya Bano[2]
[1] Ph.D. Scholar Baluchistan Study Centre, University of Baluchistan Quetta
[2] Assistant Professor Pakistan Studies Center, University of Balochistan Quetta
*Correspondence: banolbaloch600@gmail.com

[1] بانُل، [2]ڈاکٹر ثُریا بانو

[1] پی ایچ۔ڈی اسکالر، بلوچستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ بلوچستان کوئٹہ، اسسٹنٹ پروفیسر، پاکستان اسٹڈیز سینٹر، جامعہ بلوچستان کوئٹہ [2]

ABSTRACT:
This research paper surrounds Folk Poetry: its definition and its historical background. Moreover, it Same above discusses Balochi Folk Poetry and its genres in detail. In this research paper, the genres of Balochi Folk Poetry with examples of poetry and references. Balochi Folk P poetry engulfs the life of the man, i.e., from birth to death. In every process of life, there is a kind of genre or song related to it. Such as after the birth of a child, Sipath (a traditional Balochi song is sung for six nights by a group of females for the protection of the mother and the newborn child). Likewise, when the child grows up, the mother or elder sister sings Looli/Leelo (Lullaby) for him or her to make them sleep. However, on the marriage nights and in other rituals of the marriage various kinds of Lyrics (Soth, Haalo, and Nazenk) are sung with different musical instruments. In the death of a person, Mothk (Threnody or elegy) is sung in honor of the diseased. In this research paper, most of the genres of the Balochi Folk Poetry are to the core.

KEYWORDS: Creation, Literature, Collective, Individual, Lullaby, Folk Poetry, Prose, Metaphor, Simile, Culture, Oral, Art, Civilization.

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
DOI:https://doi.org/10.56276/tasdiq.v5i01.146
Received:04-05-2023
Accepted:04-06-2023
Online:13-07-2023

CC BY

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

لوک ادب دنیا کے تمام ادب اور زبانوں میں موجود ہے جسے انسانی زندگی کا بنیادی اظہار سمجھا جاتا ہے۔ لوک ادب میں کسی قوم کے رسم ورواج، ثقافت، خوشی اور انسانی زندگی کے تمام نشیب و فراز نظر آتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جب لوگ اپنا وقت گزارنے اپنی یادیں، احساسات یا پیش آنے والے واقعات کو قصے یا کہانیوں کی شکل میں دوسروں کے سامنے بیان کرتے تھے، پھر ان زبانی کہانیوں اور قصوں نے لوک ادب میں جگہ پائی ہے۔ لوگوں کا یہ اظہار خیال نہ ہوتا اور کہانیاں اور اشعار سننے اور سنانے کی روایت سامنے نہ آتی تو آج لوک ادب مضبوط شکل میں موجود نہ ہوتی۔

> "لوک گیت کسی معاشرے کے عوام کا حقیقی تہذیبی اور ثقافتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان گیتوں میں اپنے ماحول، ثقافت، تہذیب وتمدن اور معاشرتی زندگی کے مختلف اقدار کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔"[1]

لوک شاعری کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شاعری پوری قوم کی شاعری ہے اور اس کی زبان سادہ ہے اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ لوک شاعری پوری قوم کی تخلیق ہے۔ فنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو لوک شاعری کے تخلیق کار کچھ خاص لوگ ہوئے ہونگے۔ کیونکہ عام لوگوں کی قابلیت اور فکر شاعر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔ جو حقیقت ایک شاعر سوچ سکتا اور بیان کر سکتا ہے وہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے:

> "شاعر عام لوگوں سے زیادہ حساس، جذبات رکھنے والا اور صلاحیت کا مالک ہوتا ہے، اس کا علم اور دانش مندی عام لوگوں سے زیادہ وسیع اور گہرا ہوتا ہے۔"[2]

دنیا کی دیگر اقوام کی طرح بلوچ قوم میں بھی شاعری کی ایک بہت قدیم روایت ہے اور بلوچی ادب میں لوک شاعری کا بے بہا خزانہ موجود ہے۔ لوک شاعری میں بلوچ قوم کی تہذیب و ثقافت، ان کی زبان، سماجی اور دیگر مسائل کو خوب بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف، لوک شاعری بلوچ قوم کی موجودگی اور روایت کا تعارف کراتی ہے۔ اس شاعری کی زبان سادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوک شاعری ایک عوامی تخلیق ہے، اگر ہم بلوچی یہ کی اس صنف کو فنی نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ دو صورتوں میں تخلیق ہوئی ہے، یعنی اجتماعی اور انفرادی تخلیق کے طور پر؛

> "یہ لوک گیت اجتماعی ذہن کی پیداوار ہیں لیکن ان کی تخلیق اجتماعی اور انفرادی دونوں ہی سطحوں پر ہوتی ہے۔"[3]

بلوچی لوک شاعری کی ان اصناف میں زہیروک، لیلو، ڈیہی اور سوت (گیت) انفرادی طور پر تخلیق کیے گئے ہیں اور سپت، ہالو، لاڈوگ، نازینک، امبا اور دیگر اصناف کا فن انفرادی اصناف سے کمتر ہے۔ شاعر چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حساس اور فکر مند ہوتے ہیں اس لیے انھوں نے معاشرے کے تمام مسائل کو علمی اور فنکارانہ صلاحیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بلوچ شاعر بھی فن پر عبور رکھتے ہیں۔ اسی لئے بلوچی لوک شاعری میں استعارہ، تشبیہ اور امیج سازی کا ہنر اور استعمال بخوبی نظر آتا ہے:

"شاعر اس وقت تک ایک اچھا تخلیق کار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی فنکارانہ صلاحیت اور ہنر کو رنگ ریزی کے ساتھ موضوع میں شامل نہ کرے۔"[4]

لوک کہانیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاعری جھوٹ، فریب اور منافقت سے پاک ہوتی ہے لیکن اگر شاعری کو بین الاقوامی سطح پر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ:

"عربوں کی طرح شیکسپیئر نے بھی کہا تھا کہ سب سے سچی شاعری سب سے زیادہ جھوٹی ہوتی ہے۔"[5]

بلوچی لوک ادب تکنیکی و فنی طور پر ایک مضبوط ادب ہے، چاہے وہ شاعری ہو یا نثر۔ شاعری میں زندگی کے نشیب و فراز کے ساتھ خوشی و غم، دکھ اور درد کا اظہار کیا گیا ہے۔ بلوچی لوک شاعری میں پیدائش سے لے کر موت تک ہر لمحہ کو پیش کیا گیا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں اور بچے کی صحت و سلامتی کے لیے "سپت" گاتے ہیں اور جب وہ تھوڑا بڑا ہو جائے تو بچے کو سُلانے کے لیے اُسے لیلو سناتے ہیں۔ جب وہ جوان ہو جاتا ہے اور کام کے لیے گھر سے نکلتا ہے، تو وہ سفر کے دوران "زہیروک یا لیکو" ترنم کے ساتھ گاتا ہے اور پردیسی کی حالت میں "ڈیہی" گاتا ہے۔ یہ اصناف مرد اور عورت دونوں ترنم کے ساتھ گاتے ہیں۔ اسی طرح فصل کی کٹائی، ذکر اور عبادت کے بھی اپنے اصناف ہیں۔

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ بلوچی لوک شاعری کو اگر فنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی تخلیق دو صورتوں میں ہوئی ہے یعنی انفرادی اور اجتماعی۔ اجتماعی شاعری کی اصناف میں سپت، ہالو، لاڑوگ، نازینک اور امبا شامل ہیں جبکہ انفرادی شاعری میں لیلو، زہیروک، ڈیہی اور سوت (گیت) شامل ہیں۔

سپت کو بلوچی لوک شاعری کی پہلی صنف سمجھا جاتا ہے۔ یہ پہلی صنف اس لیے کہی جاتی ہے کہ جب کوئی عورت بچے کو جنم دیتی ہے تو پڑوسی اور دوسری عورتیں آکر سپت (ثنا) گاتی ہیں۔ یہ اشعار اجتماعی شکل میں کہے جاتے ہیں۔ ایک فرد سپت گاتی ہے اور دوسری خواتین جواب دیتی ہیں۔ اس صنف میں سب سے زیادہ مذہبی رنگ نظر آتی ہے؛

ثنا

فرد: پھول سا بچہ مرا
پاسباں اُس کا خدا

کورس: پاسباں اس کا خدا
اس پر ہو ظِلِ الٰہ

فرد: میں ہوں خدا کا فقیر
پیر مراد دستگیر
میرا خدا ذوالجلال

قادر و دائم مثال

کورس: اللہ ہو، اللہ ہو

ہے مرا آقا وہی

اور محمد نبی

اللہ ہو اللہ ہو

فرد: مسقط کا کشمش او قند

درماں ہے میرے لال کا

کورس: پروردگارِ دو جہان

زچہ کا تو ہے پاسبان6

سپت، جو بلوچی لوک شاعری کی پہلی صنف ہے تو اسے خالص ہونا چاہیے تھا اور شاعری کا فن مضبوط ہونا چاہیے تھا۔ لیکن سپت کی زبان بیرونی الفاظ سے بہت متاثرہ ہے اور چونکہ یہ ایک اجتماعی تخلیق ہے اس لیے اس کمزوری کے ساتھ ساتھ زبان بھی متاثر ہوئی ہے:

فرد: کون ہے جاگا کون ہے سویا

کورس: بندہ سویا رب ہے جاگا

فرد: خدا ہی لائق حمد و ثنا ہے

کورس: محمد مظہر شان خدا ہے

فرد: پرچم ہو ترا قائم

پھولوں سے سجے دائم[7]

سپت کے ایسے کئی شعر بھی مل جاتے ہیں جو خالصتاً بلوچی ہیں۔ ان میں زبان خارجی الفاظ کے اثر سے آزاد ہے لیکن وہ اصول و ضوابط جو ایک مضبوط شاعری کے ہیں وہ خاصیت نظر نہیں آتے، مثلاً اس سپت کو ملاحظہ کریں؛

پربندوک: جنت ھمار دانی انت

دست ءِ دپا راش داتگ انت

جوابی: دست ءِ دپا راش داتگ انت

جان ءِ گدراِش بکشاتگ انت[8]

ترجمہ:

فرد: جنت اُن لوگوں کی ہوگی

جنہوں نے اپنے منہ کے نوالے بخشے ہیں

کورس: منہ کے نوالے بخشتے ہیں

اپنے زیر استعمال کپڑے بخشتے ہیں

ہم سپت کی فنی کمزوری کی وجہ جاننے کی کوشش کریں تو یہ کہنا درست ہو گا کہ اس میں مذہبی رنگ زیادہ ہے۔ کیونکہ شاعری مذہبی اثرات کی وجہ سے اپنی فنی صلاحیت کھو چکی ہے، اگر شعر وعظ و نصیحت کا کام کرے تو فن بہت کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ اس قسم کی شاعری میں شاعر اپنے فن کو بیان کرنے کے بجائے بیرونی الفاظ کے استعمال پر زیادہ توجہ دیتا ہے جس سے شاعری کا فن کمزور ہو جاتا ہے۔ اور یہ وعظ و نصیحت سپت میں نظر آتی ہے جو اس کی کمزوری کا سبب بن گئی ہے۔

امبا، سپت کی طرح، اجتماعی یا گروہی شکل میں تخلیق کی جانے والی ایک صنف ہے۔ امبا کو چھوٹی چھوٹی مصرعوں اور ترنم کے ساتھ کہا جاتا ہے، امبا میں کچھ الفاظ اس طرح کے بھی شامل کیے گئے ہیں جو بے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے انہیں ترنم اور بحر و وزن کو برابر رکھنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو گا۔ چونکہ اس صنف کا تعلق سمندر اور ماہی گیروں سے ہے، اسی لیے اس میں سمندر کی کیفیت دیکھی جاسکتی ہے؛

فرد: اویا سے

کورس: یلہ سے

فرد: بہ تئیل ئے

کورس: یلہ سے

فرد: سر کن نو کیں کندوءِ ناشی

کورس: یلّہ سے[9]

لوک شاعری کے مندرجہ بالا مصرعوں میں شعری خاصیت پائی جاتی ہے جو ایک آہنگ کے ساتھ بحر اور وزن کو برابر رکھنے کے لئے بروئے کار لائے گئے ہیں۔ اگر لیلو، زہیروک یا ڈیہی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ اصناف بہت مضبوط نظر آئیں گے۔ لیلو کی زبان خالص اور نازک دکھائی دیتی ہے؛

"تشبیہ اور استعارہ، رمز و کنایہ اور دیگر شعری صنعت شاعری کے لوازمات اور ضروریات کے زمرے میں آتے ہیں اور یہ وہ اصول و ضوابط ہیں جو بین الاقوامی ادب کی تخلیق میں تخلیقی اور فنی دونوں اصولوں پر نظر آتے ہیں۔"[10]

بلوچی لوک شاعری کی انفرادی اصناف کو دیکھا جائے تو فنی پہلو زیادہ مضبوط ہیں اور شاعری کے بین الاقوامی اصولوں اور فن کی نزاکت کو خوب استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لیلو (لولی) کی یہ شعر ہے؛

چشم و چراغ

مرے چاند

منّے

مرے دل کے ارمان، آنکھوں کے تارے، نظر کے اجالے

مرے لال

منّے

۔۔۔۔۔تو جلدی بڑا ہو کے تلوار اٹھالے

میں دل کو سنبھالے

اسی دن کی ہوں منتظر

باپ کے خوں کا بدلہ حَریفوں سے لے

باپ دادا کی قبروں کو روشن کرلے

اے مرے پیارے

میرے دل کے سارے

مرے چاند

مُنّے

مرے لال

اگر جنگ میں تو بھی کام آگیا

میں دلہن کی طرح سج کے ہالو ترے نام پر گاؤں گی

ایک تجھ سا جیالا سپوت اور دوں گی جنم

(مجھ کو موتک سے کیا واسطہ)[11]

یالولی کا یہ شعر:

میں اپنے لال کو لوری سناتی ہوں

علم دیں میرا مُنّا ہے

مرا مُنا بڑا ہو گا

کٹار اور ڈھال بندوق اور ترکش سے سجا ہو گا

مرا مُنا بڑا ہو گا

مرے مُنے سا کوئی بھی نہ ہو گا شہسواری میں

وہ جب میداں میں آئے گا تو دشمن منہ کی کھائے گا

جواب اس کا نہ ڈھونڈے سے ملے گا رَزم کاری میں

https://tasdeeq.riphahfsd.edu.pk

علم دیں میرا مُناہے مرا مُنا بڑا ہو گا
مرے بیٹے کی محبوبہ جو ہو گی پھول شہزادی
مرے بیٹے کی جرات سے
مرے بیٹے کی عظمت سے
بہت ہی شادماں ہو گی
مرا مُنا ہو گا
پیامی بادشہ کا آکے یہ پیغام دے گا
"اے جیالے سورما!
اے مرد شمشیر آزما!
تجھ سے جواں کی پھر ضرورت ہے وطن کو
دشمنوں کے خون سے کر آب یاری قوم کی
اور سرخ رو ہو جا۔"
جلو میں اس کے ہو گا لشکر جرّار
سیم وزر کا اک انبار
فاتح بن کے لوٹے گا
مرا مُنا بڑا ہو گا
میں اپنے لال کو لوری سناتی ہوں
خداوندا مرے ارمان پورے ہوں[12]

یہ اشعار فنی نقطہ نظر سے مضبوط اشعار ہیں جو بین الاقوامی شاعری کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ان اشعار میں منظر کشی اس طرح کی گئی ہے کہ قاری اشیا کی تصویروں کے ساتھ ایک ماں کی حالات اور جذبات کو بھی محسوس کرتا ہے۔ ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شاعر کا تجربہ، باریک بینی، خیالات، احساسات اور استعارے اس کی فنی جمالیات کو وسیع کرتے ہیں اور شعر کی معنویت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے بہترین شاعر اسے کہا جائے گا جو شعر کو مختصر الفاظ میں بیان کرے اور یہی فن اور صلاحیت کا استعمال ہی شاعر کی فنی خوبیوں کو وسعت دیتا ہے:

"شعر میں کوئی ایسی شے نہیں جو اسے ممتاز کر سکے سوائے شعر گفتن چہ ضرور بود؟"13

بلوچی لوک شاعری میں زہیروک ایک ایسی صنفِ شاعری ہے جو کسی دوست یا عزیز کی یاد میں کہی جاتی ہے۔ کوئی اگر سفر پر ہو یا اس کا محبوب یا اس کا لختِ جگر اس سے دور ہو تو اس جدائی کے وقت وہ زہیروک کی صورت میں اپنی کھتار سز کرتا ہے، ویسے

ہیروک کے لغوی معنی یادرکھنے کے ہیں۔ بلوچی لوک شاعری کی وہ صنفیں جو اجتماعی طور پر تخلیق کی گئی ہیں ان میں فن کا فقدان ہے۔ لیکن وہ اصناف جو انفرادی صورتوں میں تخلیق کی گئی ہیں وہاں فنکارانہ خوبی اچھی طرح موجود ہے۔ لیلو کے علاوہ زہیروک بھی لوک شاعری کی انفرادی تخلیق ہے۔ بلوچی زبان کے نامور شاعر عطا شاد کہتے ہیں کہ شاعری لفظوں کی مرہون منت ہے۔ اگر آپ کے پاس ذخیرہ الفاظ نہیں ہیں تو آپ اچھی شاعری نہیں لکھ سکتے۔ علم البیان کے مطابق، شعر کے ہر لفظ کو اس کے حقیقی معنی سے زیادہ مجازی معنی دینا چاہیے۔ اس کا تجربہ فن کاری کو مزید خوبصورت اور نازک بنادیتا ہے:

زہیروک

دشت جہاں میں
تیری تمنا..........روشن ستارا
تیرے غموں سے
ہم سوختہ جاں......اے جان جاناں!
تیری جدائی
قلب و نظر کی......مرگ وتباہی
دیوانگی ہے،
تیرا بچھڑنا...........دل کا اجڑنا
تو بس رہی ہے
دل میں ہمارے...... گیسو سنوارے[14]

یا یہ زہیروک:

اے سبز کبوتر
اے سبز کبوتر مرا پیغام سنادے
بچھڑے ہوئے من میت - اک سال گیا بیت
اے سبز کبوتر مرا پیغام سنادے
تو آئے نہ آئے - لیکن تو کہاں ہے
اے سبز کبوتر مرا پیغام سنادے
تو مجھ سے ملی تھی - پنگھٹ پہ اکیلی
اے سبز کبوتر مرا پیغام سنادے
رخ اونٹ کا میرے - سورج کی طرف ہے

اے سبز کبوتر مرا پیغام سنادے
یہ قافلہ اور دُھوپ-اس دل میں ترا رُوپ
اے سبز کبوتر مرا پیغام سناد [15]
آ مری جان
شبِ رفتہ کبوتروں کی صدا
کر گئی میرے دل کو افسردہ
اے مری جان آ
آ مری جان تجھے خدا لائے
پھوار، نیلے سمندروں سے چلی
میں یہ سمجھا، ترے مہکتے ہوئے
مست گھنگھور گیسوؤں سے چلی
کوئی دیکھے بھری بہاروں میں
خوشبوؤں کی حسیں پھواروں میں
دل ناداں تری امنگوں کو
دوست صحرا میں ہے یہاں اس کی یاد
یہاں اس کی یاد
گھر بیٹھنے نہیں دیتی
کوئی مژدہ کوئی پیام آئے
میں ہوں اس انتظار میں کب سے
چشم بر راہ گوش بر آواز
اے حسین زبادافشاں آ
جانِ جاں آ
آ مری جان تجھے خدا لائے [16]

اسی طرح سوت (گیت) مرد اور عورت دونوں گا سکتے ہیں۔ اس صنف میں خوشی، محبت، دوری اور جدائی کے جذبات کو بیان کیا جاتا ہے اور اسے کہنے کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے۔

”لوک گیتوں میں شاعروں نے معاشرے اور زندگی کے مختلف جذبات اور تہذیب و ثقافت کے بارے میں اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔“[17]

معنی آفرینی شاعرانہ وصف کہا جاتا ہے۔ شاعری نثر کی طرح نہیں، جو بھی لکھو گے، معنی وہی ہوگی۔ شاعری میں کسی لفظ کو زیادہ معنی دینا ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ شاعری کو فنی اصول و ضوابط کے مطابق اچھا یا برا سمجھا جاتا ہے۔ بلوچی لوک شاعری کی صنف ”نازینک“ بھی فنی لحاظ سے مضبوط صنف سمجھا جاتا ہے۔ دولہا اور دلہن کی تعریف کے علاوہ نازینک ان بہادر لوگوں کے لیے بھی کہا جاتا ہے جو اپنی قوم کے ہیرو ہوتے ہیں اور قوم کو ان پر فخر کرے۔ ایسے بہت سے نازینک ہیں جن میں ترکیب سازی کی گئی ہے، ویسے شاعری میں ترکیب سازی شعر کو خوبصورت، تاثراتی اور معنی خیز بناتی ہے۔ اس شعر میں ترکیب سازی فنکارانہ انداز کے ساتھ استعمال کی گئی ہے:

"ماشان کش ایت سبزیناں
پرماشاں کہیر لمبیناں
ماکاں کرپدانک دانیناں
کرپاساں فقیر پوشیناں
سُھرواں کئور ھوشیناں"[18]

کہیر لمبیں، کرپرانک دانیں، فقیر پوشیں اور کئور ھوشیں جیسی تراکیب ایسی امیج بنارہی ہیں جہاں کسی کو یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ کوئی ماں اپنے بیٹے کی تعریف کررہی ہے کہ اس کے بیٹا بہت محنتی ہے، اس کے ہاتھوں سے اگائے گئے کھیت اچھے ہیں۔ چونکہ بلوچ لوگ زراعت سے وابستہ ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں کے کھیتوں یا درختوں میں لمبی شاخیں اور بڑے پھل ہوں۔ ڈیہی بھی بلوچی لوک شاعری کی ایک انفرادی صنف ہے، جس میں شاعر اپنے جذبات اور احساسات کو بیان کرنے سمیت تاریخی واقعات کو بیان کرتا نظر آتا ہے؛

"سیوی ویران انت
چاکر تئی موتءَ
دلڑی (دل) دائیں دوران انت"[19]

ڈیہی میں بہت سے تاریخی واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ تلمیح نگاری کے مطابق، ڈیہی ایک مضبوط ادبی صنف ہے۔ بلوچی لوک شاعری میں ڈیہی کی دو قسمیں ہیں، ایک قدیم اور دوسری جدید ڈیہی۔ قدیم ڈیہی چونکہ اندرونی اور روح کو چھولینے والی شاعری ہے جسے فطرت کے قریب صنف کہا جاتا ہے، جدید ڈیہی روح اور فطرت سے قربت رکھنے سے زیادہ انسان کی نفسیاتی ضرورت اور اپنے خواہشات کو پورا ہونے کی خواہش زیادہ ہے:

"زبان کی سادگی اور شیرینی، خوبصورتی اور جذبات کے اظہار کے حوالے سے قدیم ڈیہی اپنی مثال آپ ہے۔ قدیم ڈیہی میں جھوٹ، غیر ضروری تخلیق اور فضول جذبات کا اظہار نہیں ملتا۔"[20]

ڈیہی کے شاعر کے ہاں تمام انسانوں کے دکھ اور درد یکساں ہیں، اسے سب کی یکساں فکر ہے اور وہ تمام انسانوں کو برابر سمجھتا ہے۔ بلوچی ڈیہی کے ان اشعار کو ملاحظہ فرمائیں؛

پھوارونور برساؤ!
بہاریں کہکرو آؤ
گرج کر قریہ جاناں میں جاکر رم جھماؤ
حسن و کیف در نگ چھلکاؤ
پھوار دنور برساؤ!
زمین کے کہنہ یارو!
کوہ سارو!
مرمرو سیم وزرو آہن کے انبارو
ذراان تشنہ لب خشک آب دریاؤں کو چھلکاؤ
پھوارونور برساؤ!
ذران مشک پروردہ شب آسا گیسوؤں والی حسینہ کی خبر لاؤ
پھوارو!نور برساؤ![21]

لوک شاعری میں ایسی بہت سی اشعار ہیں جو کلاسیک کا درجہ پاچکی ہیں۔ کلاسیک کا درجہ پانا انداز بیان میں ہے جو ہر وقت نیا ہو، ہمیشہ کے لیے تر و تازہ اور مضبوط ہو، ایک مُدت کے لیے نہ ہو۔ جیسا کہ لیلڑی کے یہ مصرعے جو زمانہ گزر جانے کے باوجود بھی پسند کی جاتی ہیں؛

لیلڑی ءَلا
چپ چپ کھڑی ہو لیلڑی ءَلا
ضو آنکھ کی ہو لیلڑی ءَلا
اب نہ رہا جائے لیلڑی ءَلا
تم سا نہ مل پائے لیلڑی ءَلا
آؤ چلی آؤ لیلڑی ءَلا
بس اب نہ ترساؤ لیلڑی ءَلا

الفت سے جھل بل　　لیلڑی ءلا
آنکھوں کا کاجل　　لیلڑی ءل
بھیڑوں کو دوھا　　لیلڑی ءلا
پونچھا پسینا　　لیلڑی ءلا
پربت کا پانی لیلڑی ءلا
میری. جوانی　　لیلڑی ءلا[22]

یا بلوچی زہیروک کے یہ مشہور اشعار:

مرا اونٹ
بلند آسمان پر
یہ بادل ٹکڑا
جو دیکھا
مجھے یاد آیا
بیاباں میں اونٹ اپنا
مرے اونٹ کا نام ہے چار گوش
اور زینت ہے اس کی
جواں سال بی بی
نئے سرخ جوڑے میں ملبوس
مرا اونٹ ہے چاق چوبند
پھرتیلا
اب میری منزل مرے سامنے ہے
مرے اور ترے درمیان
یہ بلند اور مشکل پہاڑ
کیسے دو دل ملیں، کیسے پہنچے سلام و پیام
یہ چاہی کبوتر سر آب جُو
جو خَراماں ہے
جب دیکھتا ہوں
تو دل تیری یادوں کی گہرائی میں ڈوب جاتا ہے

مری محبوبہ سرو قد
آج کس شان سے
اسپ رفتار اشتر کے محمل کی زینت بنی ہے[23]

ایسی شاعری کو وجود میں آنے میں ہزاروں سال لگتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات طویل مدت کی پیداوار ہیں۔ یہ اشعار ہزاروں واقعات، مشکلات اور احساسات و جذبات ہیں۔ ان سب کا اظہار اور بیان لوک شاعری کی صورت میں موجود ہے جو انسان کے لیے اصول و ضوابط اور زندگی گزارنے کے طریقے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد افضل رضا: "پشتو لوک ادب"، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، ۱۹۸۹، ص ۱۵

۲۔ واحد بزدار: "ڈیہی ءِ دروشم" بلوچی اکیڈمی، ۲۰۰۱، ص ۱۵

۳۔ ڈاکٹر قمر رئیس: "اردو میں لوک ادب" بک ٹائم، اردو بازار کراچی، ۲۰۱۹، ص ۵۱

۴۔ صادق صباء: "ملا فاضل ءِ شئیری اِزم" ملا فاضل چیئر، آئی بی ایل سی، تربت، کیچ، ۲۰۱۹، ص ۱۵

۵۔ شمس الرحمان فاروقی، "شعر، غیر شعر اور نثر" پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴، ص ۱۹

۶۔ عطا شادؔ: "عین سلام" درین بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص ۷۷-۷۵

۷۔ ایضاً، ۷۹

۸۔ فقیر شادؔ: "دُرج" مند، فاضل ادبی کاروان، ۲۰۱۶، ص ۲۶

۹۔ فضل خالق: "بتلگ اَنت سنج" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۷، ص ۳۷۸

۱۰۔ صادق صباء: "ملا فاضل ءِ شئیری اِزم" ملا فاضل چیئر، آئی بی ایل سی، تربت، ۲۰۱۹، ص ۱۹

۱۱۔ عطا شادؔ: "عین سلام، درین" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص ۸۳-۸۵

۱۲۔ ایضاً، ۸۷-۸۹

۱۳۔ شمس الرحمان فاروقی: "شعر، غیر شعر اور نثر" پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴، ص ۱۵

۱۴۔ عطا شادؔ: "عین سلام، درین" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص ۹۳

۱۵۔ ایضاً، ۹۵

https://tasdeeq.riphahfsd.edu.pk

۱۶۔ ایضاً،۹۷-۹۹

۱۷۔ فقیر شادؔ: "دُرج" فاضل ادبی کاروان، مند، ۲۰۱۶، ص۱۰۷

۱۸۔ فضل خالق: "بُتلگ اَنت سنج" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۷، ص۲

۱۹۔ واحد بزدار: "ڈیہیءِ دروشم" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص۴۴

۲۰۔ ایضاً، ۲۷

۲۱۔ عطا شادؔ: "عین سلام، درین" بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص۱۳۷-۱۳۹

۲۲۔ ایضاً،۱۲۱-۱۲۳

۲۳۔ ایضاً،۱۰۳-۱۰۵

https://tasdeeq.riphahfsd.edu.pk